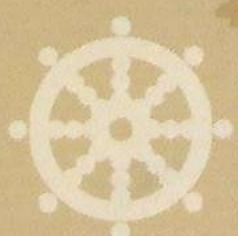
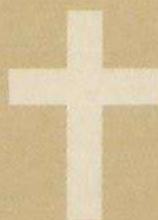


ہندوستان ذہبی

توحید، رسالت اور آخرت کا تصور



مفتي محمد مشتاق تجاري

ہندوستانی
مذاہب میں
توحید، رسالت اور آخرت کا تصور

مفتش محمد مشتاق تجاروی

شعبۂ دعوت
مرکز جماعت اسلامی ہند
دعوت گر، ابوالفضل انکلیو، جامعہ گر، نئی دہلی - ۱۱۰۰۲۵
فون: ۰۱۱-۲۶۹۳۱۳۰۹
فیکس: ۰۱۱-۲۶۹۵۰۹۷۵

ترتیب

۲	● ابتدائیہ
۵	● ہندو مذہب
۵	تصور الہ
۷	عبادت کا تصور
۸	رسالت کا تصور
۸	آخرت کا تصور
۹	انسانی مساوات کا تصور
۹	● سکھ مت
۹	تصور الہ
۹	عبادت کا تصور
۱۰	آخرت کا تصور
۱۰	رسالت کا تصور
۱۱	انسانی مساوات کا تصور
۱۱	● عیسائی مذہب
۱۱	تصور الہ
۱۱	رسالت کا تصور
۱۲	آخرت کا تصور
۱۲	انسانی مساوات کا تصور
۱۳	● جین مت
۱۳	تصور الہ
۱۳	رسالت کا تصور
۱۳	عبادت کا تصور
۱۳	آخرت کا تصور
۱۵	● بدھ مت
۱۵	تصور الہ
۱۵	عبادت کا تصور
۱۶	رسالت کا تصور
۱۶	آخرت کا تصور
۱۶	مساوات کا تصور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابتداء سیہ

ہندوستان مختلف مذاہب کے ماننے والوں کا گھوارہ ہے۔ یہاں مختلف قومیں صدیوں سے ایک ساتھ رہتی آرہی ہیں اور مختلف مذہبی وحدتیں ایک دوسرے کی ہم سایہ اور ہم جلیں ہیں۔ تاہم تعجب کی بات یہ ہے کہ سماجی طور پر صدیوں تک ایک دوسرے کے ساتھ شیر و شکر رہنے کے باوجود انہیں ہنوز ایک دوسرے کے مذہبی عقائد سے کما حقدہ و افیمت نہیں ہے۔ ہندوستانی قوموں کے درمیان مختلف قسم کے تعلقات اور معاملات بھی ہوتے رہتے ہیں۔ مسلمانان ہند کے حوالے سے ان تعلقات کی اصولی نوعیت اس اعتبار سے مختلف اور مخصوص ہے کہ مسلمان اللہ کے دین یعنی اسلام کے داعی ہیں اور یہ قومیں اس دعوت کی مدعو۔ قرآن مجید، حضور کی سیرت اور سنت اور آپ کی مبارک احادیث کی روشنی میں مسلمانوں کا یہ دینی فریضہ ہے کہ وہ تمام ہمسایہ قوموں تک اسلام کا پیغام پہنچائیں اور ان کے سامنے اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کی حقیقت مقدور کوشش کریں۔ اس فریضے کی ادائی میں مسلمانان ہند کو اور خاص طور پر دعوت کا کام کرنے والوں کو، جس تیاری، معلومات، مواد اور ذرائع ابلاغ کی ضرورت ہے ان میں سے ایک اہم چیز یہ بھی ہے کہ مدعوقوں کے بنیادی عقائد و عبادات سے ضروری و افیمت حاصل کی جائے۔

دعوت کے میدان میں کام کرنے والے کارکنوں اور دعوت کی اس بنیادی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کتابچہ تیار کیا گیا ہے۔ اس میں کوشش کی گئی ہے کہ ہندوستان میں اسلام کے علاوہ موجود مذاہب کا اجمالی تعارف ایک نظر میں سامنے آجائے۔

ناشر

ہندو مذہب

ہندو مذہب ہندوستان کے قدیم ترین مذاہب میں سے ہے اور اس وقت ہندوستان میں ہندو مذہب کے پیروکاروں کی تعداد غالب اکثریت ہے۔ اس مذہب میں جس کو بعض لوگ آج کل ہندو مذہب کی جگہ ہندو ثقافت یا ہندویت بھی کہنے لگے ہیں، خدا کا تصور شروع سے موجود ہے لیکن زمانے کے ساتھ ساتھ مستقل تبدیل ہوتا رہا۔ ذیل میں ہندو مذہب کے مختلف تصورات نسبتاً تفصیل سے اور دیگر ہندوستانی مذاہب کے تصورات کسی قدر اجمال سے بیان کیے گئے ہیں۔ ان کا مقصد جیسا کہ ابتدائی میں وضاحت موجود ہے صرف دعوت کے میدان میں کام کرنے والے افراد کی ایک ضرورت کی تکمیل ہے کہ ان کے سامنے مختلف مذاہب کے بارے میں بنیادی معلومات ایک نظر میں آجائیں اور وہ بوقت ضرورت ان کا استعمال کر سکیں۔

تصوّر الٰہ

ہندو بھائیوں کی مقدس مذہبی کتابوں وید، اپنیشاد اور گیتا میں خدا کی وحدانیت کا تصور بھی واضح طور پر موجود ہے اور شرک بھی۔ رُگ وید جو سب سے قدیم کتاب مانی جاتی ہے، اس میں ۳۳ مختلف دیوتاؤں کی مدح و شنا ہے۔ ان میں سے ۱۱ دیوتا زمین کے ہیں، ۱۱ ارض فضا کے اور ۱۱ آسمان کے۔ لیکن رُگ وید میں بعض ایسی باتیں بھی ہیں، جو خالص تو حیدر کی ہیں۔ مثلاً:

इन्द्रं मित्रां वरुणमग्नि माहुरथौ दिव्य स नुपणों गुरुत्मान

एवं फ़ सद्रविप्रा बहुध वदन्तयरिन् यम मातरिश्वानामाहु

(ऋग्वेद، ۹:۹۶ ۴:۴۶-۷)

”عقل مند لوگ اس عظیم ہستی کوہی اندر، متر، درن اور اگنی کہتے ہیں۔ وہ سندر پکھوں

اور اچھی رفتار والا ہے۔ وہ ایک ہی ہے۔ اہل علم اس کو مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔“

کٹھوانپشند میں ہے :

سर्वे वेदा यत्पदमामनन्तिं तयांसि सवंणि च यद्‌दन्ति ।

यदिष्टो ब्रह्मचर्श्य चरन्ति तत्ते पदं संग्रहेण

ब्रवाम्यीमित्येतत् ॥ (کठोपनیषاد, ۲:۹۵)

تمام ویدوں میں جس کی عظمت کا بیان ہے، تمام ریاضتیں جس کے ذکر پاک کی تصویریں ہیں، جس کے قرب کے لیے برہمن یا آشرم کی پابندی کی جاتی ہے، وہ پاک نام اوم ہے۔

ان دونوں حوالوں سے اندازہ ہوتا ہے، تو حید اور شرک دونوں متوازنی طور پر ہندوؤں میں موجود رہے ہیں۔ گرچہ ہندو بھائی خدا کے طور پر ایک ہستی کو مانتے ہیں تاہم ساتھ ہی دیوی اور دیوتاؤں کو فی نفسہ فعال اور موثر تسلیم کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ دیوتاؤں کے مخلوق ہونے کا بھی تصور ان کے بیہاں موجود ہے۔ رُگ وید میں بعض دیوتاؤں کی پیدائش کا ذکر ہے اور بعض دیوتا یے ہیں، جن کے ماں باپ بھی دیوتا ہیں۔

فلسفیانہ سطح پر ہندو مذہب کے ماننے والوں میں ہمہ اوست یا وحدۃ الوجود کا نظریہ تسلیم کیا جاتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ ہر چیز میں خدا ہے یا ہر چیز خدا کا مظہر ہے۔ اس نظریہ کی اساس اپنیشدوں میں ہے۔ لیکن اب عام طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ اصلًا اس تصور کو آدمی شنکر آچاریہ کے بعد فروع ملا۔ انہوں نے سب سے پہلے یہ تصور دیا کہ ایشور اور سنسار دو الگ الگ وجود ہیں ہیں بلکہ حقیقت میں صرف ایشور ہے۔ انسان جب تک تاریکی میں پڑا رہتا ہے، اس وقت تک وہ اس کائنات کو بھی حقیقت سمجھتا ہے لیکن جیسے ہی جہالت دور ہوتی ہے تو مایا کا پردہ اٹھ جاتا ہے اور اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا اور کائنات الگ نہیں بلکہ ایک ہی ہے۔ اس کو فلسفہ ادوبیت (अद्वैत) کہتے ہیں، جس کے معنی دوئی یا اثنینیت کی نفی کے ہوتے ہیں۔ یہ نظریہ وحدۃ الوجود کے مشابہ ہے۔ اس نظریے پر خود بعض ہندوؤں نے بھی سخت تنقید کی ہے۔ مثلاً مہارشی مادھوآچاریہ نے زور دے کر بتایا ہے کہ خدا اور کائنات دو الگ الگ وجود ہیں۔ یہ فلسفہ دویت (दोहोने کا فلسفہ) کہلاتا ہے۔ رامانج نے آدمی شنکر آچاریہ کے ادوبیت کی نئی تشریع کر کے اس کو عملی بنانے

کی کوشش کی اور اس کا نام و ششٹ ادویت رکھا۔

ہندوؤں میں اس وقت بھی سب سے زیادہ قابل قبول نظریہ آدمی شکر آچاریہ کا ادویت ہے جدید ہندو مفکرین نے بھی اس کو معقول سمجھتے ہوئے اختیار کیا ہے اور انسان کی منزل اسی کے عرفان کو قرار دیا ہے۔ اس نظریے کو تسلیم کرنے سے چونکہ انسان کا اپنا وجود ہی ثابت ہو جاتا ہے اس لیے خیر و شر اور نیک و بد بھی اضافی بلکہ بے معنی ہو جاتے ہیں لیکن ادویت کے قائلین بھی سماجی بندشوں اور اخلاقی ضالبویں کو تسلیم کرتے ہیں۔

ہندوؤں میں تین بڑے فرقے ہیں۔ ان میں ویشنوفرقہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ ایشور انسان کی شکل میں پیدا ہوتا ہے، اس کو اوتار واد کہتے ہیں۔ بقیہ دو فرقے یعنی شیوا اور شاكت اوتار واد کے قائل نہیں ہیں۔

عوامی سطح پر خدا کے بارے میں مختلف تصورات ہیں۔ اکثر لوگ خدا کی تینیت کے قائل ہیں یعنی خدا تین ہیں برہما، وشنو اور مہادیو (ہمیش) تینوں مستقل بالذات ہیں۔ ایک خالق کائنات ہے، دوسرا اس کا منتظم ہے اور تیسرا اس کو ختم کرے گا۔ بعض لوگوں کے خیالات کچھ اور بھی ہیں لیکن مجموعی طور پر عوام بت پرستی اور دیوی دیوتاؤں میں یقین رکھتے ہیں۔ البتہ آریہ سماج کے لوگ بت پرستی نہیں کرتے لیکن وہ بھی اگئی اور ہون وغیرہ کے قائل ہیں۔

عبدات کا تصور

ہندو دھرم میں عبادت کا ایک مکمل نظام موجود ہے، اس میں یومیہ عبادات بھی ہیں اور روزہ (برت/ورت) قربانی (یکیہ) اور طواف (پر کرما) وغیرہ بھی۔ عبادات کی نوعیتیں مختلف ہیں۔ کہیں صرف ذکر و فکر ہے کہیں مورتی پوجا ہے۔ کہیں کیرتن ہے اور کہیں مختلف موقع پر کی جانے والی پوجا ہے۔ لیکن یہ نظام عبادت دو اعتبار سے کمزور ہے۔

۱۔ عبادت اور زندگی میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ زندگی اپنے محور پر گردش کرتی رہتی ہے اور عبادت بطور سہاد کی جاتی ہے۔ وہ زندگی کے اعمال پر کوئی اثر نہیں ڈالتی۔

۲۔ عبادات میں باہم کوئی ربط نہیں ہے اور نہ وہ آخرت سے وابستہ ہیں۔ اسی طرح عبادات کا کوئی سماجی یا اجتماعی تصور بھی نہیں ہے اور عبادات اس دنیا کی زندگی پر کس

طرح اثر انداز ہوتی ہیں، اس کا بھی کوئی تصور نہیں ہے۔ کوئی بت پوچتا ہے، کوئی نہیں، کوئی زیارتوں کے لیے جاتا ہے، کوئی نہیں۔ عبادت کا مقصد بھی واضح طور پر آخرت سے وابستہ نہیں ہے، بلکہ ایک طرح کی توہم پرستی ہے، جو عبادت کا محرك بنتی ہے۔ کہیں کسی دیوتا کے غصے سے بچنے کے لیے اور کہیں کسی خاص دُنیوی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے عبادت کی جاتی ہے۔

رسالت کا تصور

ہندو دھرم میں رسالت کا تصور تھا یا نہیں، اس کے بارے میں حتیٰ طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن بہر حال یہ محسوس ہوتا ہے کہ الہی ہدایت کا تصور اس میں موجود ہے۔ اسی لیے ویدوں کو الہامی کتاب کہا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہندوؤں میں ایک لفظ منو و نتر استعمال ہوتا ہے، جس کے معنی دمنووں کے درمیان فرق کے ہوتے ہیں، یہ بالکل اس طرح ہے جیسے ایام فترة (دونبیوں کے نقش کا وقفہ ہے) اس لیے ہو سکتا ہے کہ رسالت کا تصور سخن ہو کر او تار واد کی شکل اختیار کر چکا ہو، جس کا مطلب یہ ہے کہ مختلف علاقوں اور زمانوں میں خدا خود جسمانی وجود کے ساتھ زمین پر ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ آج بھی بہت سے ہندو او تار واد کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کے یہاں زیادہ معتبر اصطلاح رشی کی ہے اور لفظ رشی کے معنی ہیں دیکھنے والا۔

آخرت کا تصور

آخرت کا تصور ہندو دھرم کی اصل کتابوں (ویدوں) میں واضح ہے۔ وہاں آخرت کو پڑلوک کہا گیا ہے۔ لیکن بعد کی کتابوں میں نظریہ تناخ کے غلبے سے یہ تصور آخرت دب کر رہ گیا ہے اب ہندو عملًا آواگمن (تناخ) کے عقیدے کو تلمیم کرتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی میں، جو اعمال انجام دیتا ہے، مرنے کے بعد انہی کے مطابق اس کا دوسرا جنم ہوتا ہے۔ اس دوسرے جنم کی بہت سی توجیہات ہیں۔ ایک یہ کہ انسان کا اگلا جنم بھی اسی شکل میں ہوگا، جس شکل میں یہ جنم ہے۔ یعنی مرد ہے تو مرد ہی پیدا ہوگا۔ دوسری تشریح کے مطابق انسان مرنے کے بعد اپنے اعمال کے مطابق دوسرا جنم کسی اور متعلق کی شکل میں لے گا، پھر کسی جنم میں انسان بنے گا۔ ایک تصور یہ ہے کہ جنم اور پھر جنم کا ایک غیر ارادی سلسلہ ہے، جو ہر حال میں جاری رہتا ہے۔ اس میں اعمال کو دخل نہیں ہے۔ بلکہ وقت ایک چکر ہے اور اس کی گردش

سے موت پھر حیات پھر موت پھر حیات کا لامتناہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس سلسلے میں پہلی دو صورتوں میں کرم یعنی اعمال کو خدا کا مقام حاصل ہو جاتا ہے اور آخری صورت میں وقت کو یہ مقام مل جاتا ہے۔

آخرت میں نجات کا ایک تصور تو یہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد یا تو سورگ میں جاتا ہے یا زک میں۔ اس سلسلے میں ایک تصور یہ ہے کہ آدم کم کے تحت جنم اور مرن کے طویل سلسلے سے، جس کو چھٹکارا مل جاتا ہے وہ موش حاصل کر کے دیوتا بن جاتا ہے۔

انسانی مساوات کا تصور

ہندو مذہب میں انسان کی تخلیق کے مختلف تصورات پیش کیے گئے ہیں، لیکن غالباً نظریے کے طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ انسان بربما سے پیدا ہوا اور بربما کے منہ سے برہمن، بازوؤں سے کشتیری، رانوں سے ویشیہ اور پیروں سے شودر پیدا ہوئے۔ اس طرح ہندو دھرم نے انسانی سماج میں اونچ نجح اور عدم مساوات کی حامل طبقہ بندی کو مستحکم بنیاد فراہم کر دی اور اس طبقہ بندی کے بعد یہ لازمی قرار دیا گیا کہ ہر شخص کو صرف اپنے طبقہ جاتی دائرة عمل میں رہ کر ہی نجات مل سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے پیدائشی دائرة عمل سے باہر نکلتا ہے تو پھر اس کے لئے نجات کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس طرح ہندو سماج میں ایک مذہبی جری طبقہ بندی قائم ہو گئی اور سماج میں مذہب کی بنیاد پر اونچ نجح پیدا ہو گئی، کچھ لوگ پیدائشی طور پر معزز ٹھہرے اور کچھ دوسرا لوگ پیدائشی طور پر ذلیل۔

سکھ مت

تصورِ اللہ

سکھ مت میں خدا کا تصور بالکل واضح انداز میں موجود ہے۔ وہ یہ مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ازلی، ابدی، خالق، مالک، عظیم اور رحیم ہے۔ خدا کا تصور سکھوں کے راجح "مول منڑ" میں تقریباً اسی طرح بیان کیا گیا ہے، جس طرح مسلمانوں کے یہاں راجح ہے۔ گرو گرنجھ کا پہلا شعر یو "جپ جی" نام کی ایک طویل نظم میں شامل ہے، اس طرح ہے:

ایک او نکارست نام کرتا پ کھنڈ بوز ویرا کا ل مورتی اجوئی سہہ بھن گر پرسادی (گرو گرنجھ:)

”خدا ایک ہے۔ اس کا نام سچ ہے۔ وہی فاعل مختار ہے۔ وہ بے خوف ہے۔ اس کی کسی سے دشمنی نہیں۔ وہ ازلی اور ابدی ہے۔ بے شکل و صورت قائم بالذات ہے۔ خودا پنی توفیق اور رضا سے حاصل ہوتا ہے۔“

سکھوں میں خدا کو غیر متشکل مانا گیا ہے۔ ان کے یہاں مورتی پوجا کی سخت مخالفت ہے۔ خدا کے لیے ایسے نام استعمال کئے گئے ہیں، جو سب ہندوؤں اور مسلمانوں میں راجح ہیں۔ جیسے اللہ، رب، رحیم، کرتار، اگم، مونہن، ہری، گومند اور الکھ وغیرہ۔

”جب جی“ میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا کو صرف تقدیر پر راضی رہ کر ہی جانا جاسکتا ہے۔ انسان اپنی دانشمندی اور عقل سے اس تک نہیں پہنچ سکتا، اور وہ ایسا فاعل مختار ہے۔ جو جو چاہتا ہے، وہ ہو جاتا ہے۔ وہی خالق ہے، وہی روحوں کو پیدا کرتا ہے اور عزت و دولت کے فیصلے کرتا ہے۔ اس کے حکم سے سب لوگ انعامات سے نوازے جاتے ہیں۔ ساری کائنات اس کے تابع ہے۔

عبدت کا تصور

سکھ مت میں عبادت کا کوئی واضح تصور نہیں ملتا۔ گرو گرنجھ کی خواندگی اور خاص طور پر ”جب جی“ کی خواندگی سکھوں کے معمولات میں شامل ہے۔ آمدنی کا ایک مخصوص حصہ بھی نہ ہب کے نام پر نکالا جاتا ہے۔ ”واہے گرو“ سچا استاد یا سچے خدا کی عظمت کو بیان کرنا ان کی اصل عبادت ہے۔ بظاہر عبادت اور زندگی میں کوئی ربط نہیں ہے۔ سکھ مورتی پوجا کے خلاف ہیں، لیکن گرو کی غیر معمولی عظمت کے قائل ہیں اور گرو گرنجھ کو ایک زندہ گرو کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔

آخرت کا تصور

سکھ آواگمن کے قائل ہیں، انسان پیدا ہوتا ہے، پھر مر جاتا ہے اور اپنے اعمال کے اعتبار سے پھر دوسرا جنم لیتا ہے۔

رسالت کا تصور

سکھوں میں رسول کا کوئی تصور نہیں ہے۔ دراصل سکھوں میں گرو کا مقام خدا اور بندے کے درمیان کی ایک کڑی کا ہے، لیکن گرو کی حیثیت نہ خدا کی ہے نہ رسول کی۔ سکھوں میں دس گروؤں

کا تصور ہے اور اب دسویں گرو کے بعد گرو گرنٹھ صاحب کو زندہ گرو کا درجہ کر گروؤں کا یہ سلسلہ موقوف کر دیا گیا۔ سکھ مذہب میں اوتار و انہیں ہے بلکہ وہ خدا کی تجسم کے سخت خلاف ہیں۔

انسانی مساوات کا تصور

سکھ مت میں تمام انسان اصولاً برابر مانے جاتے ہیں۔ یہاں پیدائش کی نبیاد پر کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہے اور مذہب کی نظر میں سب برابر ہیں۔ البتہ عملاً سکھ سماج میں بھی اونچ نیچ کا طبقانی فرق معروف ہے۔

عیسائی مذہب

تصورِ اللہ

عیسائیت آسمانی مذاہب میں شامل ہے، لیکن تحریف کے سبب اس میں تصورات بہت بدلتے ہوئے ہیں۔ خدا کی وحدانیت کا تصور، تثییث کے جلو میں ہے۔ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق خدا ایک ہے، لیکن تین میں ایک ہے اور تین ہیں لیکن ایک میں تین ہیں۔ اس طرح وہ اللہ، ابن اللہ اور روح القدس (جو بیک) کے تثییث کو خدا مانتے ہیں۔ عیسائی انجلی کی طرح سابق آسمانی کتابوں کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے کہ ان میں واضح طور پر ایک خدا کی بات کہی گئی ہے۔ مثلاً کتاب خروج میں ہے:

”میرے علاوہ کوئی خدا نہیں۔ میں ہی تمہارا خدا ہوں۔“ (خروج ۵: ۲۰۳)

انجلی میں بھی اس طرح کے جملے ہیں: ”میں خدا کے حکم سے شیطانوں کو پیختا ہوں۔“ (متی ۲۸: ۲۱)

انجلی میں ہی حضرت عیسیٰ نے واضح طور پر اپنے خدا ہونے کی نفی کی ہے اور اپنے کو کمزور اور بے بس مخلوق بتایا ہے۔ ہر جگہ خود حضرت عیسیٰ کے آخری الفاظ تقریباً یہ لکھے ہیں: ”اور تیرے پہر کے قریب یسوع نے زوردار آواز میں چلا کر کہا ہے: ایلی۔ ایلی لما شبقتنی؟ اے میرے خدا۔ اے میرے خدالوں نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟“ (متی ۷: ۲۳)

رسالت کا تصور

عیسائیت میں رسالت کا تصور واضح ہے۔ وہ انبیاء بنی اسرائیل کو اللہ کا رسول مانتے ہیں، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں اور حضرت محمدؐ کو رسول نہیں مانتے۔ دراصل حضرت عیسیٰ کے لیے ان کا تصور ایک رسول سے بڑھ کر ایک نجات دہنده کا ہے۔ حضرت عیسیٰ پر مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق انہیں نازل ہوئی تھی۔ اس وقت اس نام سے چار کتابیں ملتی ہیں۔

۱۔ متی (Mattheu) کی انجلیل، ۲۔ یوحنا (John) کی انجلیل، ۳۔ مرقس (Marks) کی انجلیل، ۴۔ لوقا (Luca) کی انجلیل

لیکن یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح عمریاں ہیں۔ البتہ ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کچھ مواضع موجود ہیں۔ ان میں زیادہ تر اخلاقی تعلیمات ہیں۔

آخرت کا تصور

عیسائی مذہب میں آخرت کا تصور موجود ہے، جس کے تحت جنت اور جہنم کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن ان میں سے کسی کا بھی رشتہ عبادت سے وابستہ نہیں ہے۔ بلکہ جنت صرف ان کا حق ہے، جو عیسیٰ مسیح کو عیسائیت کے تقلیشی عقیدے کے مطابق تسلیم کر لیں۔ بخشش اور حصول جنت کے مطلق اتحاقاً کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب (Cross) پر جان دے کر اپنے مانند والے تمام انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر چکے ہیں۔ سینٹ پال (پوسن) نے رومیوں کے نام اپنے خط میں اس کفارے کا عقیدہ اس طرح بیان کیا ہے: کیونکہ جب ہم کمزور تھے تو عین وقت پرستی بے دینوں کی خاطر موا (مرا)، کسی راستباز کی خاطر بھی کوئی مشکل سے ہی اپنی جان دے گا؟ لیکن خدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گناہ گاری تھے تو مسیح ہماری خاطر موا (مرا) پس جب ہم اس کے خون کے باعث اب راستباز ٹھہرے تو اس کے وسیلے سے غضب الہی سے ضرور بچیں گے۔ کیونکہ باوجود دشمن ہونے کے خدا سے اس کے بیٹھ کی موت کے وسیلے سے ہمارا میل ہو گیا تو میل ہونے کے بعد تو ہم اس کی زندگی کے سب سے ضرور بچیں گے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اپنے خداوند یسوع مسیح کے طفیل سے جس کے وسیلے سے اب ہمارا خدا کے ساتھ میل ہو گیا ہے خدا پر فخر بھی کرتے ہیں۔ (رومیوں کے نام پوس رسول کا خطاب ۵، آیت ۱۱۶)

انسانی مساوات کا تصور

عیسائی تمام انسانوں میں مساوات کے قائل ہیں۔ پیدائش کی بنیاد پر کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔

نوت:

عیسائی نہب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیش کردہ نہب نہیں ہے بلکہ سینٹ پال کا وضع کردہ نہب ہے۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے منسوب ہونے کی وجہ سے اس کے عیسوی دین ہونے کا مغالطہ نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت عیسیٰ کا پیش کردہ دین اسلام ہے۔ پہلے عیسائیت میں تینیث کا عقیدہ بھی نہیں تھا۔ بعد میں اس عقیدے کو حضرت عیسیٰ کے تین سو سال بعد حکومتی کوششوں سے سرکاری سرپرستی میں ایک ناگزیر اور بنیادی عقیدے کا مقام دیا گیا۔

جنین مت

تصور الہ

جنین مت بھی ہندوستان کا دوسرا قدیم ترین نہب ہے۔ مہا ویر جین مہاتما بدھ سے بھی قبل پیدا ہوئے تھے اور وہ ۲۳ ویں تیر تھنکر تھے۔ یعنی ان سے قبل ۲۳ تیر تھنکر گزر چکے تھے۔ جین مت کی قدامت کے باوجود اس کی کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ دگا مبرفرقة کے نزد یک سب کتابیں ضائع ہو گئیں البتہ سو تباہ مبرفرقة مقدس کتابوں کے کچھ حصہ کو محفوظ تسلیم کرتا ہے۔

جنین نہب کی کتابیں مہا ویر جین کے تقریباً ایک ہزار سال بعد قلمبند ہوئیں لیکن بعض عالموں کی تصانیف ان سے قبل ہی لکھی جا چکی تھیں، ان میں اماؤتی کی تواریخ اور یہ ما سوتر بھی ہے، جس کو سارے جینی (دگا مبر او رسوئیتا مبر) تسلیم کرتے ہیں۔ اس کتاب میں لکھا ہے:

حقائق (بنیادی سچائیاں) یہ ہیں: روح، غیر ذہنی روح، داخلہ، گرفتاری، روک تھام، خاتمه اور موکش۔ یوگا یعنی روح کی مادہ میں گرفتاری یا ایک جسمانی، قوی اور ذہنی عمل کا نام ہے اس کو اسرو کہتے ہیں۔ گرفتاری کے اسباب یہ ہیں: ۱۔ غلط علم ۲۔ تجدو کا فقدان ۳۔ غفلت ۴۔ آلو دگی (نفسانیت) ۵۔ ملاوٹ (روح کی کرم سے)۔

خواہشات کی وجہ سے روح کرم سے مل کر جسمانی صورتیں اختیار کر لیتی ہے۔ یہی گرفتاری ہے۔ روح میں مادہ کو روکنا اسمورا ہے، اس کے لیے حسب ذیل کام کرنے ضروری ہیں:

- ۱۔ اختیاط
- ۲۔ نیکیاں
- ۳۔ ریاضت
- ۴۔ حقائق کی معرفت
- ۵۔ تکلیف برداشت کرنا
- ۶۔ اعلیٰ اخلاقی صفات پیدا کرنا۔

جب غفلت کا پردہ چاک ہو جاتا ہے اور صحیح علم کے راستے کی رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں تو کیولیہ (موکش) کی پراپی ہوتی ہے۔ جین مذہب میں نجات یا موکش کے لیے لفظ ”کیولیہ“ استعمال ہوتا ہے، جس کے معنی ہیں خالص ہو جانا۔ (انسانکلو پیڈیا برٹانکا، (ملخص) ص ۲۷۶، مضمون جین مذہب)

رسالت کا تصور

جین مذہب میں رسالت کا کوئی تصور نہیں۔ البتہ ۲۳ تیرتھنکر تسلیم کیے جاتے ہیں، مہا ویر جین آخری تیرتھنکر ہیں۔

عبادت کا تصور

مہا ویر جین سمیت ۲۳ تیرتھنکروں کی پوجا کی جاتی ہے اور عدم تشدد کے راستے پر گامز نہ رہ کر موکش حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کوئی مخصوص طریقہ عبادت نہیں ہے۔ سخت ترین ریاضت اور سادھنا کے ذریعے جسم کو تکلیف پہنچانا عظیم عبادت تصور کیا جاتا ہے۔

آخرت کا تصور

جین مت میں زندگی کو عذاب سمجھا جاتا ہے اور زندگی نام ہے روح اور مادہ کی کشمکش میں مادہ کے غالب آجائے کا۔ یعنی مادہ (نرجیو) مطلق شر ہے اور روح (جیو) مطلق خیر۔ روح آکاش میں رہتی ہے اور مادہ پستیوں میں۔ روح اور مادہ میں ایک ازی کشمکش ہے۔ اس کشمکش کے دوران جب مادہ روح کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے تو زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ زندگی کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس مادہ کی قید سے آزاد ہو جائے۔ اس کے لیے اس کو خفت ریاضت کر کے اس مادہ کی گرفت کو اتنا کمزور کرنا ہوتا ہے کہ موت ہونے پر روح اس سے آزاد

ہو جائے۔ اس آزادی کو کیوں یا موش کہتے ہیں۔ یہی آخرت یا زندگی بعد الموت ہے۔ اگر مادہ کو ریاضت کے ذریعے کمزور نہیں کیا گیا تو مادہ روح (جیو) کو اگلے جنم میں بھی اپنی گرفت میں لے لے گا۔ اس لیے اس کیوں (موس) کے حصول کے لیے جدوجہد کرنا عالیٰ ترین خوبی ہے اور اس جدوجہد میں اپنے آپ کو تکلیف پہنچانا، بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ حتیٰ کہ خود اختیار کردہ موت، جس کو سلکھنا (ساللہیخانہ) کہتے ہیں، جیسے مت کی اہم اور سب سے عالیٰ خوبی تصور کی جاتی ہے۔ اس عمل میں آدمی اپنی خواراک آہستہ آہستہ کم کرتا جاتا ہے اور ایک وقت آتا ہے جب وہ غذانہ مل سکنے کی وجہ سے مر جاتا ہے۔ ایسے آدمی کو ان کے خیال کے مطابق فوراً موش مل جاتا ہے۔

بدھ مت

تصور الہ

بدھ مت مہاتما بدھ کی طرف منسوب ہے۔ بدھ کے معنی ہیں شعور، سمجھ۔ مہاتما بدھ کو جب گیان یا شعور حاصل ہوا تو ان کو بدھ کہا گیا۔ اس مت میں خدا کا نہ اقرار کیا گیا ہے نہ انکار۔ اس طرح یہ ”لا ادرایت“ (Agnosticism) کامت ہے۔ بدھ مت کے مطابق دنیا میں چار بنیادی حقائق ہیں: ۱۔ دکھ سے۔ ۲۔ دکھ کا ایک سبب ہے۔ ۳۔ دکھ کو دور کیا جاسکتا ہے اور ۴۔ اشٹانگ مارگ پر چل کر ہی تمام دکھوں سے نجات مل سکتی ہے۔

چوں کہ بدھ مت ایک فلسفہ بھی ہے اور اصولی طور پر اس میں کسی الہی ہستی کا اثبات بھی نہیں کیا گیا۔ اس لیے اس کو مخدانہ مذہب تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور ہندوستانی فلسفے کے، جو تین مدد مکاتب فکر ہیں ان میں سے ایک بدھ مت بھی ہے۔

عبدالت کا تصور

بدھ مت میں عبادت کا تصور نہیں ہے، بلکہ مہاتما بدھ کے بتائے ہوئے اشٹانگ مارگ (اصول ہشتگانہ) پر عمل کرنے سے نزاکت ملتا ہے۔ یہ اصول کسی الہی ہستی کی عبادت پر مشتمل نہیں ہیں بلکہ زندگی گزارنے کے طریقوں سے متعلق ہیں۔

رسالت کا تصور

بدھ مت میں رسالت کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ یہاں چند مخصوص شخصیات کو بده کہا گیا ہے۔ مقدس کتاب کے طور پر تری پلک (نامی کتاب کو تسلیم کیا جاتا ہے، جس میں سو سے زیادہ کتابیں ہیں اور یہ دراصل بدھ پر وچن کہلاتی ہیں۔

آخرت کا تصور

بدھ مت میں آخرت کا تصور بھی موجود ہے، لیکن فلسفیانہ تشریع کے سبب اس کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ دراصل بدھ مت اور حین مت اس روایت کے مذاہب ہیں، جس میں زندگی کو عذاب مانا جاتا ہے اور اسے ختم کرنا مقصود ہوتا ہے۔ آخرت یا نجات سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ انسان مہاتما بدھ کے بتائے ہوئے اصول ہشت گانہ پر عمل کر کے نروان حاصل کر لے۔ یہ اصول ہشتگانہ تین قسموں میں منقسم ہیں۔ شیل، سماڈھی اور پراؤ گیا۔

(i) شیل کا مطلب ہے اخلاقیات یعنی عقیدہ، نیت اور گفتار۔

(ii) سماڈھی کا مطلب ہے صحیح عمل، طلب رزق اور صحیح جدوجہد۔

(iii) پراؤ گیا کا مطلب ہے حکمت یعنی شعور اور مراقبہ اس طرح یہ کل آٹھ چیزیں ہیں، جن پر عمل کر کے انسان کو نروان مل سکتا ہے اور ان پر عمل کرنا ہی انسانی زندگی کا مقصد ہے تاکہ انسان، جو بقول مہاتما بدھ نہ پیدا ہوتا ہے، نہ بوڑھا ہوتا ہے، نہ مرتا ہے اور نہ اس کا پیغمبر جنم ہوتا ہے۔ موت و حیات کے اس جال سے آزاد ہو کر نروان حاصل کر سکے۔

مساوات کا تصور

بدھ مت میں تمام انسانوں کو برابری کا درجہ حاصل ہے۔ اس میں مذہبی طبقہ بندی نہیں ہے اور نہ ہی پیدائش کی بنا پر کسی کو بڑایا چھوٹا مانا جاتا ہے۔

